بسم اللہ الرحمن الرحیم

یورپ اور فکرِ اقبالؒ

☆ محمد ارشد علی

علامہ محمد اقبال کا شمار دنیا کے ان چند مفکرین میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنے افکار ونظریات سے انقلاب برپا کر دیا۔ آپ کے افکار میں اسلام سے محبت، اخوت و بھائی چارہ، مقصد سے لگن، قلب وروح کی بالیدگی اور اُخروی نجات قابل ذکر ہیں۔ برصغیر کے مسلمانوں کی سیاسی ترجمانی کرتے ہوئے انہیں ایک علیحدہ وطن کا تصور پیش کیا۔ جس کی وجہ سے آپ کو مفکرِ پاکستان کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

آپ نے نہ صرف مشرقی علوم پر دسترس حاصل کی، بلکہ مغربی علوم میں بھی مہارت حاصل کی۔ بہت سے مغربی مفکرین کے اچھے نظریات کو اپنی نظم ونثر میں پیش کیا۔ آپ کے پیشِ نظر آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مبارک تھی:

''دانائی کی بات مومن کا اپنا گم شدہ خزانہ ہے، جہاں سے ملے حاصل کرلو۔''

عامۃ الناس کی طرح اقبال نے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے یورپ کا رخ اختیار کیا۔ تاہم عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے رگ وپے میں موجزن ہونے کی وجہ سے مغربی تعلیم سے مرعوب نہ ہوئے۔ آپ کے بقول

جوہر میں ہو لا الٰہ تو کیا خوف\
شاخِ گل پر چہک ولیکن\
تعلیم ہو گو فرنگیانہ\
کر اپنی خودی میں آشیانہ

☆ ایم فل، شعبہ پولیٹیکل سائنس پنجاب یونیورسٹی لاہور

ان دنوں ''یورپ کے مختلف ملکوں نے ساری دنیا سے اپنی برتری کا لوہا منوا لیا تھا، افریقہ اور ایشیا کے بہت سے علاقے براہ راست سامراجی طاقتوں کے زیرِ نگین تھے، امریکہ اور آسٹریلیا جیسے براعظم یورپی نسلوں کے باشندوں سے آباد تھے اور ان میں مغربی دنیا جیسا طرز زندگی رائج تھا۔ سائنس، صنعت و حرفت اور دوسرے علوم و فنون کی ترقی اور چمک دمک سے ساری مغربی دنیا جگمگا رہی تھی۔ (۱)

یورپ کی درس گاہیں علم کے سمندر کی مانند تھیں۔ اقوامِ عالم سے افراد اپنے علم کے شوق کی تسکین کے لیے یورپ کا رخ اختیار کر رہے تھے۔ برصغیر سے بھی یورپی تہذیب و تمدن کے سمندر سے علمی فیض حاصل کرنے کے لیے افراد وہاں کا رخ اختیار کر رہے تھے۔

''انیسویں صدی میں فارسی بولنے والے ممالک پر مغربی تہذیب کا اثر پڑنا شروع ہوا۔ ہندوستان سیاسی اور علمی دونوں حیثیتوں سے انگلستان کے زیرِ اثر رہا۔ ایران سیاسی لحاظ سے تو انگلستان اور روس کے زیر اثر رہا مگر علمی حیثیت سے اس نے فرانس کا اثر قبول کیا۔ (۲)''

گورنمنٹ کالج لاہور اور برصغیر کے بے شمار تعلیمی اداروں میں یورپی پروفیسر تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ جن کے شاگرد اپنے اساتذہ کی علمی فہم و فراست سے مرعوب تھے۔ نیز یہ شاگرد اپنے اساتذہ کے آبائی ممالک میں مزید اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے جانے کی خواہش رکھتے تھے۔

علامہ محمد اقبال کا شمار بھی انہیں ہونہار طالب علموں میں ہوتا ہے جو اپنے اساتذہ میں پروفیسر آرنلڈ سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ ان کے انگلستان جانے کے بعد علامہ اقبال اداس رہنے لگے اور اپنے استاد سے ملنے کی تڑپ ان کے دل میں مچلنے لگی۔ لہٰذا یورپ کے لیے عازمِ سفر ہوئے۔

''In February 1904, when Sir Arnold left Lahore for London, Iqbal Composed a beautiful and everlasting poem,

"Nala-i-Firaq", indicating his devotion and respect his determination to follow Sir Arnold to England in quest education".

جابسا مغرب میں آخر اے مکاں تیرا مکیں
آہ! مشرق کی پسند آئی نہ اس کو سر زمیں
توں کہاں ہے اے کلیم ذر وۂ سینائے علم!
تھی تیری موجِ نفس بادِنشاط افزائے علم!
اب کہاں وہ شوقِ رہ پیمائی صحرائے علم
تیرے دم سے تھا ہمارے سر میں بھی سودائے علم
کھول دے گا دستِ وحشت عقدۂ تقدیر کو
توڑ کر پہنچوں گا میں پنجاب کی زنجیر کو (۳)

علامہ محمد اقبالؒ نے اپنے استاد سے مستقل رابطہ رکھا۔ ان کی ترغیب سے آپ کے دل میں اعلیٰ تعلیم کا شوق پیدا ہوا، جس کی تسکین کے لیے آپ نے 1905ء میں یورپ کی راہ اختیار کی۔ انگلستان سے آپ نے بار ایٹ لا اور میونخ یونیورسٹی (جرمنی) سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اسی دوران آپ نے مغربی مفکرین۔ گوئٹے، نیٹشے، دانتے، ہیگل، ورڈز ورتھ، ولیم جیمز اور آئن سٹائن وغیرہ کے نظریات کا تفصیلی مطالعہ کیا۔ نیٹشے، گوئٹے اور ہیگل کے فلسفوں نے آپ کو کافی متاثر کیا، جس کا اعتراف اپنی کئی تحریروں میں کیا ہے:

''میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے ہیگل، گوئٹے، مرزا غالب، عبدالقادر، بیدل اور ورڈز ورتھ سے بہت کچھ استفادہ کیا ہے۔ ہیگل اور گوئٹے نے اشیاء کی باطنی حقیقت تک پہنچنے میں میری رہنمائی کی۔ بیدل اور غالب نے مجھے یہ سکھایا کہ شاعری کی اقدار اپنے اندر سمو لینے کے باوجود اپنے جذبے اور اظہار میں مشرقیت کی روح کیسے زندہ رکھوں اور

ورڈز ورتھ نے طالب علمی کے زمانے میں مجھے دہریت سے بچا لیا (۴)‘‘

علامہ محمد اقبال یورپ کی عظمت کو اس کی علمی ترقیوں، عملی سائنس میں نمایاں کارناموں کی وجہ سے تسلیم کرتے ہیں:

’’اقبال نے یورپ کی عظمت اس کی علمی ترقیوں اور عملی سائنسوں میں پائی۔ اس کی کتب خانوں، اس کے معلموں اور علمی جستجو کی تڑپ سے وہ بہت متاثر ہوئے۔(۵)‘‘

’’1905ء سے 1908ء تک کا زمانہ وہ ہے جو علامہ اقبال نے یورپ میں بسر کیا۔ گو وہاں انہیں شاعری کے لیے نسبتاً کم وقت ملا اور ان نظموں کی تعداد جو وہاں کے قیام میں لکھی گئیں، تھوڑی ہے، مگر ان میں ایک خاص رنگ وہاں کے مشاہدات کا نظر آتا ہے‘‘(۶) بقول اقبال:

اس راز کو اک مردِ فرنگی نے کیا فاش
ہر چند کہ دانا اسے کھولا نہیں کرتے
جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں، تولا نہیں کرتے!(۷)

ایک دوسری جگہ اقبال فرماتے ہیں:

لے رہا ہے مے فروشانِ فرنگستان سے پارس
وہ مے سرکش حرارت جس کی مینا گداز
حکمتِ مغرب سے ملت کی یہ کیفیت ہوئی
ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز
ہو گیا مانند آبِ ارزاں مسلماں کا لہو
مضطرب ہے تو کہ تیرا دل نہیں دانائے راز(۸)

یورپ میں زندگی کے چند سال گزارنے سے آپ کو یورپی تہذیب کو قریب سے

دیکھنے کا موقع میسر آیا۔ مغربی تہذیب کو دیکھ کر آپ کو بہت مایوسی ہوئی کیونکہ آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی روشنی کے پیچھے فسق و فجور اور خدا فراموشی کے وہ اندھیرے نظر آئے کہ روح کانپ اٹھی۔ شیخ عبدالقادر نے اپنی کتاب Iqbal. The Great Poet of Islam میں انہی نظریات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

> "He ..... got an opportunaty during his stay in Europe of studing the weak points of Western Civilization and began to feel a contempt for its tendencies of Materialism and its neglect of the Spirit".(۹)

اقبال نے یورپی تہذیب کے عناصر ترکیبی اور کمزور پہلوؤں کا گہرا مطالعہ کیا اور اس فساد کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کی، جو اس کے مادی رجحانات، مذاہب اور اخلاقی و روحانی اقدار سے اہل مغرب کی بغاوت کی وجہ سے اس کے خمیر میں شامل ہو گیا تھا۔ آپ نے قلب ونظر کے اس فساد کو جو اس تہذیب کی خصوصیت تھا۔ روحِ تہذیب کی آلودگی و ناپاکی کے طور پر بیان کیا ہے، آپ فرماتے ہیں:

فسادِ قلب ونظر ہے افرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف
رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیر پاک وخیال بلند وذوق لطیف(۱۰)

اقبال کے نزدیک مغرب کی ساری چمک دمک مصنوعی ہے۔ روحانی طور پر یہ تہذیب تاریکی میں ڈوب چکی ہے۔ آپ کے بقول:

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے(۱۱)

اقبال کی اسی بات کا حوالہ پروفیسر محمد منور کی کتاب Iqbal & Quranic Wisdom میں یوں ملتا ہے:

"According to Iqbal, all the glitter of the West lay in the outer decoration, in haloed appearances, while spirit remained hollow.(۱۲)

آگے چل کر پروفیسر محمد منور اس بات کی مزید تشریح یوں فرماتے ہیں:

"The Western societies, as congregation of veritalle worshippers of matter and material pleasures, could not reconcile themselves to a dispensation of covetourness, lust, selfishness and similar other modes of behaviour which eat into the "Self"of individuals belonging to such societies. Therefore no good could one expect from them. Says Iqbal"

اہلِ نظر ہیں یورپ سے نومید
ان امتوں کے باطن نہیں پاک (۱۳)

علامہ اقبال یورپی تہذیب کی مادہ پرستی کی وجہ سے اس سے بدظن ہوئے، جو کہ دوسری قوموں کو انسان نہیں سمجھتے اور ان کو غلامی میں جکڑنے سے بھی دریغ نہیں کرتے:

''اقبال یورپ کی موجودہ مادی ترقیوں کی اسی وجہ سے مخالفت کرتے ہیں کہ ان کے یہاں انسان بہ حیثیت انسان نہیں مانا جاتا، بلکہ بہ حیثیت قوم

ووطن تسلیم کیا جاتا ہے۔ دوسری جگہوں کے انسان کو وہ انسان نہیں سمجھتے اور
انہیں غلام اور مطیع کرنے میں انہیں قطعاً دریغ نہیں ہوتا۔ (۱۴)،،

قیامِ یورپ کے دوران علامہ محمد اقبال نے شاعری سے کنارہ کشی کرنا چاہی تو شیخ عبدالقادر اور پروفیسر آرنلڈ نے انہیں یہ فیصلہ تبدیل کرنے پر آمادہ کیا:

''انگلستان کے دوران قیام ...... ایک وقت ایسا بھی آیا جب انہوں نے ترک شعر گوئی کا ارادہ کر لیا لیکن شیخ عبدالقادر اور پروفیسر آرنلڈ نے انہیں اس خیال سے باز رکھا۔ (۱۵)،،

علامہ محمد اقبال یورپ کی مصنوعی چمک دمک سے متاثر نہ ہوئے اور نہ ہی وہاں کے نظام میں خود کو جذب کرنے کی کوشش کی۔ اپنے کلام میں خود ہی اس کی وجہ بھی بیان فرمائی۔ آپ کے بقول:

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہؑ ونجف

شاعر مشرق کی ابتدائی تعلیم چونکہ اسلامی ماحول میں ہوئی، مزید یہ کہ یورپ کی مادّہ پرستی نے ان کو اسلام کی حقانیت اور اسلامی تصوف کی جانب رغبت دلائی:

''علامہ کے خاندانی اسلامی ماحول اور والدین کی تربیت نے ان کے قلب میں شروع ہی سے اسلام کی محبت کا بیج بویا تھا۔ وہ یورپ گئے تو اقوامِ یورپ کو اس میں مصروف دیکھ کر کہ اسلام کی وحدت دینی کو کس طرح پارہ پارہ کیا جائے، ان کی زندگی کا ایک نیا ورق الٹا پھر علامہ نے یورپ کے جدید نظام زندگی اور اس نظام کے پس منظر میں جو جذبہ کارفرما تھا اس کا گہرا مطالعہ کیا، اسلامی علوم کے مطالعہ اور اسلامی تصوف کے ذوق نے انہیں ایک بہتر نظام زندگی اور فلسفہ حیات کی تلاش پر ابھارا اور اس تلاش نے انہیں اسلامی نظام حیات کا والہ وشیدا بنایا۔ (۱۶)،،

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے نزدیک یورپ میں بسر کیے ہوئے وقت نے ان کو مسلمان کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس بات کا اعتراف اپنے دوست وحید احمد کو لکھے گئے خط میں ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ یورپ کی آب و ہوا نے مجھے مسلمان کر دیا ہے۔ یہ ایک طویل داستان ہے۔ کبھی فرصت ہوئی تو اپنے قلب کی تمام سرگزشت قلم بند کروں گا جس سے مجھے یقین ہے کہ بہت سے لوگوں کو فائدہ ہوگا۔(۱۷)''

حکیم الامت نے اسلامی علوم و تاریخ کا مطالعہ نہایت گہرائی سے کیا۔ جس کی بدولت آپ اس حقیقت سے روشناس ہوئے کہ اہل یورپ علوم و فنون کی ترقیوں پر جو فائز ہیں وہ اصل میں مسلمانوں کا کھویا ہوا اثاثہ ہے۔

''فتح ہسپانیہ (711ء) سے سقوطِ غرناطہ (1492ء) تک عرب مسلمان ساری دنیا میں اعلیٰ ترین تہذیب و تمدن کے مشعل بردار بنے رہے اور انہی کے فیض سے یورپ بھر میں علوم و فنون کے چشمے جاری ہوئے۔ بالخصوص امویوں کے دورِ حکومت (756ء تا 1020ء) اور اس کے بعد طوائف الملوکی کی دو صدیوں میں ہسپانیہ کو جو ثقافتی عظمت حاصل رہی، اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں اور کہیں نہیں ملتی۔ عربوں کے علمی و تہذیبی کارناموں کی داستان شاعر نے صرف ایک شعر میں بیان کی ہے''

جن کی نگاہوں نے کی تربیتِ مشرق و مغرب
ظلمتِ یورپ میں تھی جن کی خرد راہ بیں(۱۸)

مفکر اسلام ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے افکار پر یورپ نے بہت گہرا اثر ڈالا ہے۔ جیسا کہ آپ نے یورپ کی وجہ سے خود کو مسلمان ہونے کی بات کی ہے۔ اس سے واضح طور پر یورپ کے اثر کا علم ہوتا ہے۔ مفکر اسلام ہونے کی حیثیت سے آپ نے اسلامی تعلیمات کا نہایت توجہ اور گہرائی سے مطالعہ کیا۔ آپ نے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کا محبت و عشق کے ساتھ مطالعہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ بنی نوع انسان کے لیے اگر کوئی نظام زندگی بہتر ہو سکتا

ہے تو وہ صرف اور صرف اسلام کا نظام ہو سکتا ہے۔

''علامہ اقبال کا سب سے بڑا نظریہ یہ تھا اور ایک حکیم، مفسر اور فلسفی ہونے کی حیثیت سے وہ اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ بنی نوع انسان کے لیے اگر کوئی نظام زندگی ہے تو اسلام ہے، اسی سے دنیا کی مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے:

''اگر عالم بشریت کا مقصد اقوام انسانی کا امن، سلامتی اور ان کی موجودہ اجتماعی ہیئتوں کو بدل کر ایک واحد اجتماعی نظام قرار دیا جائے تو سوائے نظام اسلام کے کوئی اور اجتماعی نظام ذہن میں نہیں آ سکتا (۱۹)''

دانائے راز علامہ محمد اقبال نے اپنے افکار کی بنیاد قرآن وسنت پر رکھی۔ یورپی تہذیب کی بے راہ روی نے آپ کی اسلام سے محبت میں مزید اضافہ کیا۔ آپ نے بنی نوع انسان کے لیے نظام اسلام کو بہترین نظام قرار دیا، جس کا مقصد بہتر انسان اور بہترین معاشرہ تشکیل دینا ہے، ایک ایسا معاشرہ جس میں عادلانہ نظام قائم ہو اور تمام انسانوں کو جینے کے یکساں مواقع میسر ہوں۔ آپ کے نزدیک دین اسلام ہی اس عادلانہ نظام کا علمبردار ہے۔ آپ بھٹکے ہوئے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کر کے دین اسلام کی جانب رجوع کرنے کا درس دیتے ہیں۔ مسلمانوں کو اپنے آبا کی جانب متوجہ کرواتے ہیں جو کہ دین اسلام کے سچے سپاہی تھے، جنہوں نے قرآن وسنت پر عمل پیرا ہو کر دنیا میں عزت وشہرت حاصل کی۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر (۲۰)

علامہ محمد اقبال کے نزدیک اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو کہ زندگی کے ہر پہلو اور ہر مسئلہ کا بہترین حل پیش کرتا ہے انسانی زندگی کا کوئی پہلو اس کی دسترس سے خالی نہیں ہے:

"Islam is, thus, a harmonious blending of its various elements in a harmonious ·ole, no one aspect can be isolated or considered

witout reference to the other. In Islam, state, millat, imam, individual and government can not be treated of separately.(۲۱)

مختصر الفاظ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک دین اسلام پر عمل پیرا ہو کر ہی مسلمان اتحاد کی دولت سے فیض یاب ہو سکتے ہیں۔ نیز قرآن وسنت پر عمل کر کے دنیا اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کے نزدیک ہمیں مغرب کی تقلید سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارے پیشوا آقائے دو جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جن کے دامن سے وابستگی دین و دنیا کی کامیابی کی ضمانت ہے:

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی
ان کی جمعیت ہے ملک ونسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

....

حوالہ جات وحواشی

۱۔ ڈاکٹر عبدالحمید، اقبال بحیثیتِ مفکر پاکستان، اقبال اکادمی پاکستان لاہور، ص۔۷۵

۲۔ ڈاکٹر سلیم اختر، اقبالیات کے نقوش، اقبال اکادمی پاکستان لاہور، ص۔۷۰۹

3. Sh Abdul Qadir, Iqbal The Great Poet of Islam, Sang-e-Meel Publication, Lahore, P. 23

۴۔ ڈاکٹر غلام حسین، اقبال کا ذہنی ارتقاء، مکتبہ خیابان ادب لاہور۔ص۴۲۔۴۳

۵۔ ڈاکٹر عبدالحمید، اقبال بحیثیت مفکر پاکستان، اقبال اکادمی پاکستان لاہور، ص۷۴۔۷۵

۶۔ سید اختر درّانی، اقبال یورپ میں اقبال اکادمی پاکستان لاہور، ص ۱۸

۷۔ ڈاکٹر وحید قریشی، کلیات اقبال، اقبال اکادمی پاکستان لاہور۔ص۲۶۰۔۲۶۱

۸۔ ایضاً، ص۲۹۴

9. Sh. Abdul Qadir, Iqbal, The Great Poet of Islam, Sang-e-Meel Publication, Lahore, p-57

۱۰۔ ڈاکٹر وحید قریشی، کلیات اقبال، اقبال اکادمی پاکستان لاہور۔ص۵۸۵

۱۱۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، بانگ درا، شیخ غلام نبی اینڈ سنز لاہور۔ص۲۷۴

12. Muhammad Munawwar, Iqbal and Quranic Wisdom, Islamic Book Fondation, Lahore. p 125

13. Do P. 129

۱۴۔ ڈاکٹر سلیم اختر، اقبالیات کے نقوش، اقبال اکادمی پاکستان لاہور۔ص۳۳۴

۱۵۔ ڈاکٹر غلام حسین، اقبال کا ذہنی ارتقاء، مکتبہ خیابان ادب۔لاہور، ص۲۷۔۲۸

۱۶۔ اعجاز الحق قدوسی، اقبال اور علمائے پاک وہند، اقبال اکادمی پاکستان۔لاہور، ص۴۴

۱۷۔ بشیر احمد ڈار۔انوار اقبال، انجمن پریس کراچی، ۱۹۶۷ء، ص۱۷۶

۱۸۔ پروفیسر رفیع الدین ہاشمی، اقبال بحیثیت شاعر، مجلس ترقی ادب لاہور۔ص ۱۸۸۔۱۸۹

۱۹۔ اعجاز الحق قدوسی، اقبال اور علمائے پاک وہند، اقبال اکادمی پاکستان لاہور۔ص ۴۷

۲۰۔ ڈاکٹر وحید قریشی، کلیات اقبال۔اقبال اکادمی پاکستان لاہور۔ص۲۳۲

21. Dr. M. Aziz Ahmad, Iqbal As A Thinker, Sheikh Muhammad Ashraf. Lahore. p. 230